

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۴ء

قسط (۲۴)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نو عمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائیریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائیریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

المجدد فی اللہ یعنی جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کٹے: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد (شروع ہونے) سے پہلے مجھے حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے کہا کہ اَوَّلُ کَرْدَا سے اپنی آرزوؤں کی دعا کریں۔ میں نے کہا کہ اچھا ہم ایک کنارے ہو گئے۔ پہلے میں نے دعا کی الٰہی جب کل دشمن سے مقابلہ ہو تو میرا مقابلہ ایسے شخص سے ہو جو حملہ میں بھی سخت ہو اور مدافعت میں بھی پورا ہو۔ میں اور وہ لڑیں۔ میرا لڑنا تیرے لئے ہو پھر مجھے فتح ملے، میں اسے قتل کروں اور اس کا سامان لے لوں۔ میری اس دعا پر عبداللہؓ نے کہا کہ آمین۔ پھر عبداللہؓ نے اپنے لئے دعا کی۔

اللھم الرزقنی غداً رجلاً شديداً بأسه شديداً حزمه اقاتله فيك ويقاتلني فيقتلني ثم ياخذني فيجده انفي

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

واقفی فانما لقیعتک قلت یا عبداللہ فیما جُددَ انفک وافتک فاقول فیک وفي رسولک فتقول صدقت۔ (انتہی)
ترجمہ: ”اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو بڑا ہی سخت اور زور آور و غضب ناک ہو، محض تیرے لئے
اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بلا خروہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اے
پروردگار جب تجھ سے ملوں اور تو دریافت فرمائے کہ اے عبداللہ یہ تیرے ناک اور کان کہاں کٹے؟ تو میں
عرض کروں اے اللہ! تیرے اور تیرے پیغمبر کی راہ میں اور آپ اس وقت یہ فرمائیں کہ سچ کہا۔“

سعد ابن ابی وقاص کا قول ہے کہ عبداللہ کی دعا قبول ہوئی۔ انکی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ اور بزرگوار اسی کیفیت
سے شہید ہوئے۔ پھر سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔ (رحمۃ للعالمین ص ۲۱۲ ج ۲)



مشاہیر تابعین کے سنن پیدائش و وفات : حضرت سعید بن المسیبؓ (۱۴ھ - ۹۲ھ)۔ حضرت حسن
بصریؓ (۲۱ھ - ۱۱۰ھ) ☆ حضرت ابن سیرینؓ (۲۳ھ - ۱۱۰ھ) حضرت عروہ بن زبیرؓ (۲۲ھ - ۹۴ھ)
☆ حضرت زین العابدینؓ (۳۸ھ - ۹۴ھ) ☆ حضرت مجاہدؓ (۲۱ھ - ۱۰۴ھ) ☆ حضرت قاسم بن محمد بن ابی
بکرؓ (۳۷ھ - ۱۰۶ھ)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ متوفی ۹۲ھ - ۱۲۰۶ھ:

ولادت تقریباً ۱۱۱۴ھ بمقام عینیہ جہاں ان کا خاندان رہتا تھا ہوئی۔ آپ کے والد عبدالوہاب قاضی تھے ۱۱۳۶ھ
میں حاکم شہر سے کچھ خصامت ہونے سے حرمیلا چلے گئے جہاں ۱۱۵۳ھ میں وفات پائی ابتدائی علم و فقہ آپ نے
والد سے حاصل کیا اور حدیث و کتاب کلام وغیرہ کا خود بھی مطالعہ کیا آپ علم کے شوق میں حج کرتے ہوئے مدینہ
بھی پہنچے جہاں آپ نے بڑے بڑے بلند پایہ محدثین سے فیض حاصل کیا، پھر اپنے وطن مالوف واپس ہوئے
اور اصلاح کا کام شروع کر دیا، مدینہ میں آپ نے شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن سیفؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے آپ
کو شیخ علامہ محمد حیات سندئ جو کہ محدثین کے سرخیل و اہل سنت کے امام تھے سے بھی شیخ عبداللہ کی راہنمائی پر فیض
حاصل کرنے کا موقع ملا مدینہ سے فراغت کے بعد آپ بصرہ آئے اور شیخ محمد مجموعی سے علم توحید حاصل کی، اور علی
الاعلان بدعات و منکرات کی مخالفت شروع کی۔ بصرہ کے لوگوں نے آخر کار ان سے تنگ آ کر عین دوپہر کے وقت
نکال دیا، شدت گرمی وغیرہ سے آپ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا لیکن خدا نے نجات دی، شام جانے کا ارادہ کیا مگر
قلت زاد کی وجہ سے والد کے ہاں حرمیلا گئے، والد سے درس کا سلسلہ شروع کیا، بدعات کی مخالفت بدرجہ اتم
ہوئی۔ آخر باپ بھی عامی ہونے کی وجہ سے مخالف ہو گئے، باپ کی وفات کے بعد آپ نے پورے زور سے اپنی
اسکیم شروع کی اور چند آدمی ساتھ ہو گئے یہاں سے ان کے مشن کا آغاز ہوتا ہے، اصلاح کی ابتداء اپنے شہر کے
فسقاء و فجار سے کی جنہوں نے ان کے قتل کی کوشش کی، لیکن آپ کا قتل نہ ہو سکا، آپ نے یہاں سے عینیہ ہجرت کی جہاں

کے امیر عثمان بن احمد بن عمر بہت اچھے اعزاز سے پیش آئے اور اپنی صاحبزادی جوہرہ سے شادی بھی کروادی، شیخ نے عثمان کی طرف اس اسلامی تحریک کی دعوت دی، انہوں نے منظور کر لی اور ساتھ ہوئے، رفتہ رفتہ کافی جماعت پیدا ہوئی حبیلہ مقام پر ایک قبہ بنام زید بن الخطاب تھا جو کہ حضرت عمرؓ کے بھائی تھے اور غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے تھے جو کہ رفتہ رفتہ ایک بت خانہ کی صورت میں بدل چکا تھا۔ آپ نے عثمان کو اس کے ڈھانے کا کہا اور فوج مانگی کہ شاید اہل حبیلہ مزاحم ہوں آپ خود گئے قریب تھا کہ لڑائی ہوتی مگر وہ سمجھ گئے اور لڑائی چھوڑ دی آپ نے خود کھدال لے کر اسے ڈھا دیا بہت سے بدعتی قبر پرست اس رات شیخ پر کسی آفت آنے کے منتظر رہے لیکن آپ نہایت سالم رہے ایک عورت نے زنا کا اقرار کیا، آپ نے اسے رجم کر دیا۔ ان باتوں سے آپ کی شہرت بڑھتی گئی اور ان کا رعب چھا گیا، یہ خبریں جب والی احساء سلیمان بن محمد کو پہنچیں تو اس نے عثمان کو تہدید آمیز خط لکھا اور شیخ کو قتل کرنے کا کہا اور کہا کہ بصورت دیگر ہم سالانہ امداد بند کر دیں گے اور لڑائی کریں گے، عثمان کے حواس اڑ گئے اور شیخ کو چلے جانے کا کہا، آپ نے درعیہ مقام کو جانا چاہا، عثمان نے ان کی قتل کی سازش کی مگر قاتل کے ہاتھ شل ہوئے اور آپ بچ گئے آپ وہاں سے آگے نکل کر محمد بن سوہیل عربی کے ہاں ٹھہرے وہ واقعات سن کر خوفزدہ ہوا اور کہا کہ ابن سعود کہیں مجھ پر ایسا آفت نہ لائے، لیکن آپ نے نصیحت کی اور اس نے صبر کیا رفتہ رفتہ ابن سعود نے آپ کی حمایت پر کمر ہمت باندھی (قصہ طویل ہے) اور بیعت ہوئے تب آپ نے درعیہ میں آکر قیام کیا رفتہ رفتہ لوگوں نے درعیہ ہجرت شروع کی اس طرح بہت بڑی جماعت آل معمر وغیرہ کی جمع ہوئی۔ عثمان بھی ڈر سے آئے اور معافی مانگی اور جانے کا کہا لیکن آپ نے جانے سے انکار کر دیا۔ آخر آپ نے اپنی ساری عمر دعوت تبلیغ و جہاد توحید و سنت میں صرف کی اور بدعات منکرات خرافات کا قلع قمع کر ڈالا اور بانوے برس کی عمر میں آخر ذوالقعدہ ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی۔ آپ بنی تمیم کے خاندان سے تھے بااخلاق مہمان نواز، مستقل مزاج تھے زاہد عابد متورع طالب اور سائل پر مہربان اور اس طرح بارعب شخص تھے۔ آپ کے حالات میں علامہ حسین بن غنام احسانی نے ایک مبسوط تالیف روض الفہام فی شرح احوال الامام لکھی ہے، دو جلد میں پہلی جلد میں ان کے قلمی و علمی کارنامے اور دوسرے میں سیفی اس کا ایک حصہ بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ شیخ اکثر یہ آیات پڑھا کرتے تھے۔

ہائی لسان اشکرا واللہ انہ
لذونعمۃ قد اعجزت کل شاکر
حبائی بالاسلام فضلاً ونعمۃ
علی وبالقراں نور البصائر
وبالنعمۃ العظمیٰ اعتقاد ابن حنبل
علیہا اعتقادی یوم کشف السرائر

آپ نے بے حساب رسائل فتاویٰ اور جوابات کے علاوہ حسب ذیل تالیفات کیں۔

کتاب التوحید، کشف الشبہات، قرآن کے بعض حصوں کے فوائد، کتاب الکبائر، مسائل الجاہلیۃ، فوائد السیرۃ النبویۃ، اختصار و شرح الکبیر، والانصاف، شرح اقتناء من آداب المشی الی الصلوۃ کو منتخب کیا

شیخ کے تینوں بیٹے، حسین، عبداللہ، ابراہیم بڑے عالم اور آپ کے شاگرد تھے آپ کے بعد آپ کی جگہ مسند قضاء پر بیٹھے آپ کے پوتے عبدالرحمن بن حسین نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی، ان کے متعدد رسائل و شرح کتاب التوحید شائع ہوئے ہیں۔ آج کل آپ کے خاندان سے شیخ عبداللہ بن حسن شیخ القضاۃ قادر شیخ محمد بن عبداللطیف وغیرہ اہل علم کی ایک جماعت موجود ہے اہل نجد اور خود سلطان ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔

(یہ مضمون کتاب التوحید کے مقدمہ اردو جسے محمد بن یوسف بن محمد پوری نے لکھا ہے، سے اخذ کیا گیا ہے جو نور محمد کتب خانہ سے شائع ہوا۔) (سمیع الحق)



شیخ ابن عربی کی امام رازی کو نصیحت آمیز خط:

شیخ ابن عربیؒ نے امام رازیؒ کو ایک خط میں نصیحت فرمائی ہے کہ نظر و استدلال کی قید میں سے رہا ہو اور ریاضات مکاشفات اور خلوات کے ذریعہ معرفت الہی حاصل کر کے سکون و طمانیت و راحت حاصل کر لو۔ فرماتے ہیں:



فأذن ينبغي للعاقل ان يتعرض لنفحات الجود ولا يبقى مأسوراً في قيد نظره او كسبه فانه على شبهة في ذلك ولقد اخبرني من لقيت من اخوانك من له فيك نيله انه رأت وقد بكيت يوماً فسألتك هو ومن حضرة عن بكائك فقلت مسئلة اعتقدها منذ ثلاثين سنة فتبين لي الساعة بدليل لاح لي ان الامر على خلاف ما كان عندي قبكيت لعل الذي لاح لي ايضاً يكون مثل الاول فهذا قولك ومن المحال على الواقف بمرتبه العقل والفكر ان يستريح او ان ليسكن ولا سيمافى معرفة الله تعالى في بالك يا اخي يتعنى في هذه الورطة ولا تدخل طريق الرياضات والمكاشفات والمجاهدات والخلوات التي شرعها رسول الله ﷺ فتعال ما نال من قال فيه الله سبحانه عبداً من عبادنا اتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علماً (كشكول بهاء الدين عاظمي مطبوعه مصر ص ۲۳۱)

اب عقل مند کے لئے مناسب ہے کہ وہ خدا کی جو دو کرم کی خوشبوؤں سے فائدہ اٹھائے اور نظر و استدلال کی قید میں نہ پھنسا رہے کیونکہ وہ اس طرح ہمیشہ حالات میں رہتا ہے چنانچہ مجھ سے تمہارے ایک دوست نے جو مجھ سے ملا ہے اور تمہارے ساتھ حسن عقیدت رکھتا تھا، یہ بیان کیا ایک دن آپ بہت روئے تو اس نے اور حاضرین نے وجہ دریافت کی تو تم نے جواب دیا کہ ایک مسئلہ جس پر تیس برس سے میں اعتقاد جمائے ہوئے تھا اس وقت تک ایک دلیل سے مجھ کو غلط ثابت ہوا اس کے بعد مجھ کو کیا اطمینان ہے کہ جو تحقیق سے مجھ پر اب ظاہر ہوئی ہے وہ بھی پہلے کی طرح غلط نہ ہو۔ خود تمہارا قول ہے اور واقعی وہ شخص جو عقل اور استدلال کے مرتبہ سے آگے نہیں بڑھا، ناممکن کہ سکون اطمینان و راحت حاصل کرے بالخصوص خدا تعالیٰ کی معرفت میں تو اسے برادر پھر بھی تم کیوں اس

گرداب (نظر و فکر) میں پڑے ہو اور کیوں ریاضات مجاہدات مکاشفات اور خلوات میں وہ طریقہ اختیار نہیں کرتے جس کو رسول اللہ ﷺ نے شروع کیا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تم بھی وہ چیز جان لو جو اُس بندے نے کی جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو خاص اپنے پاس سے رحمت اور علم عطا کیا۔ (شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتاب العقل والنقل ص ۲۰)

انسان کے ظلم و جہول ہونے کا مطلب:

انا عرضاً الامانة على السموات والارض (الاية)

آسمان ہمارا امانت نتوانست کشید قرعہ قال ہنام من دیوانہ زد ند

ظلوماً جھولا ظالم و نادان ”دیوانہ عشق“ کی دوسری تعبیر پہلا انسان کی عملی قوت کی بے اعتدالی اور دوسرا اس کی جہنی و عقلی قوت کی بے اعتدالی کا نام ہے۔ ظلم کا مقابل عادل جہول کا عالم ہے (خطبات مدراس ص ۸)

انسانی ذمہ داریوں کا اصلی سبب اسی کے احساس ادراک تعقل ارادہ کی قوتیں ہیں، اسلام (فقہ) میں ان کے نام تکلیف ہے جسے دوسری جگہ امانت سے ادا کیا گیا ہے۔ ان الانسان لقی خسر اس نقصان کی وجہ وہی ظلم عملی اور جہل علمی ہے اس کا علاج ایمان (علم صحیح) اور عدل یعنی عمل صالح ہے۔

شجرہ شاہ وجیہ الدین فاروقی معاصر سلطان اورنگزیب

شاہ عبدالرحیم ۱۱۳۱ھ

حکیم الامت شاہ ولی اللہ (۱۱۱۳ھ ۱۱۷۶ھ)

شاہ اہل اللہ (۱۱۸۷ھ)

شاہ عبدالغنی (۱۲۲۷ھ)

شاہ رفیع الدین (۱۲۳۳ھ)

شاہ عبدالعزیز (۱۲۳۹ھ)

شاہ عبدالقادر (۱۲۳۰ھ)

شاہ اسماعیل شہید (۱۲۳۶ھ)

شاہ مخصوص اللہ (۱۲۷۳ھ)

دختر زوجہ شاہ عبدالحی (رفیق شاہ اسماعیل)

دختر (زوجہ شاہ محمد افضل)

شاہ محمد محمد (۱۲۶۸ھ)

شاہ عبدالقیوم (۱۲۹۹ھ)

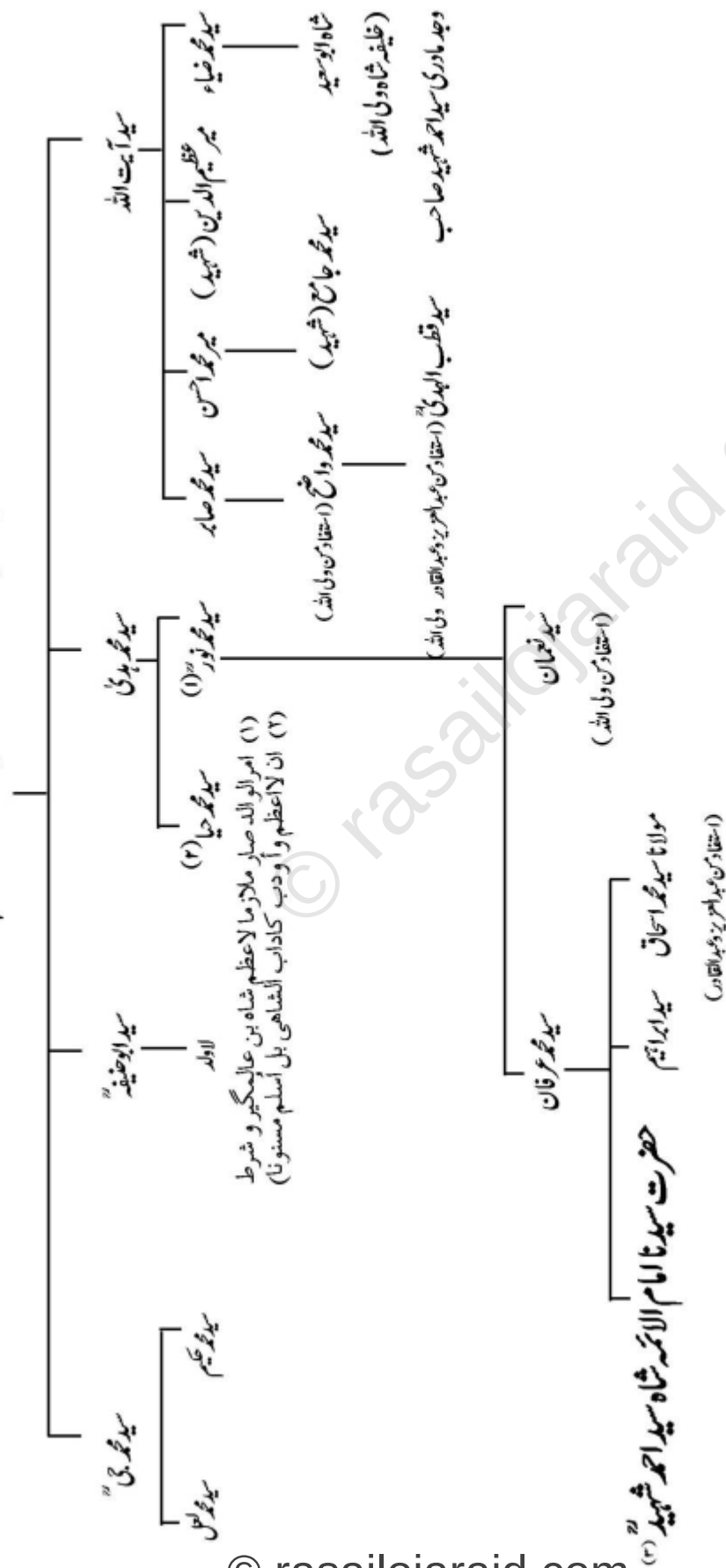
شاہ محمد اسحاق محدث (۱۲۶۲ھ)

شاہ محمد یعقوب (۱۲۸۲ھ)

ایں سلسلہ طلائے ناب است ایں خانہ ہمہ آفتاب است

شاہ وجیہ الدین جنگ برادران میں اورنگزیب کی طرف سے لڑے تھے، بادشاہ دکن میں تھے، شاہ صاحب (عبدالرحیم) بھی جہاد کیلئے دکن جا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے شہید کر ڈالا، شاہ عبدالرحیم کے مجاہدانہ خیالات کا اندازہ ان کے خطوط کے ایک نسخہ سے جو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں میری نظر (سید سلمان ندوی) نے منظرِ عام پر لایا ہے، سید احمد شہید مقدمہ از سلیمان ندوی ص ۱۱۱

جد امجد سید احمد شہید شجرہ شاہ علم اللہ معاصر عالمگیر



ولدفني دائره علم الله الشهير اليوم "تكملة" في صفر ١٢٠١ في بيت الوالد ونسبه في السيرة مذكور الى على جلس في المكتب بعمر اربع سنين كان شائقاً في اللعب العسكرية اذا حتم فكان مُجْتَذِفاً في خدمة الخلق ما هرافي السبح والثبات في الماء

ایں سلسلہ از طلائی ناب است این خانہ ہمہ آفتاب است

سید احمد شہید کے کچھ احوال:

رائے بریلی سے واپس ہو کر دہلی برائے ملاقات شاہ عبدالعزیز گئے۔ فرمایا: کہاں سے آئے؟ کہا کہ رائے بریلی سے۔ کس خاندان سے ہیں؟ تو کہا کہ وہاں کے سادات سے ہوں، تعارف کے بعد دوبارہ مصافحہ و معافقہ کیا۔ فرمایا کہ کس غرض سے اتنی طویل سفر کی تکلیف برداشت کی؟ سید صاحب نے کہا کہ آپ کی ذات مبارک کو غنیمت سمجھ کر طلب الہی کے لئے یہاں پہنچا، شاہ صاحب نے فرمایا اللہ کا فضل اگر شامل حال ہے تو اپنے دوھیال نخیال کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت آپ نے ایک ملازم کو اشارہ کر کے کہا کہ سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر کے ہاں اکبر الہ آبادی مسجد پہنچا دو اور آپ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ معزز مہمان کی قدر کریں۔

حوّل (۱) اللہ قلوب الناس عموماً وافئدة العلماء والصلحاء خصوصاً تھوی الیہ اتی الیہ الدعوات من

(۱) یہاں مولانا کے طالب علمانہ ذوق نے ان کا قلم طالب علمانہ عربی کی طرف موڑ دیا، اس عربی کا خلاصہ اور ترجمہ یہ ہے:

آپ کو چند دنوں میں اس قدر باطنی ترقی ہوئی اور وہ بلند مقامات حاصل ہوئے جو سالہا سال کی ریاضت و مجاہدوں سے کم حاصل ہوتے ہیں۔ اور آپ پر بیداری و خواب میں اس قدر انعامات الہیہ کی بارش ہوتی جس کی نظیر کم ملتی ہے۔ شاہ اسماعیل شہید لکھتے ہیں کہ ایک بار خواب میں رسول اللہ ﷺ نے سید صاحب کے منہ میں تین چوہارے دیئے اور بہت شفقت و محبت سے کھلائے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ان کی شیرینی آپ کے ظاہر و باطن سے ظاہر تھی۔ چھ برس تک سید صاحب نے نواب امیر خان کی رفاقت اختیار کی اور ان کے لشکر میں شامل رہے جو کہ انگریزوں سے اس عرصہ میں برسر پیکار تھا۔ نواب صاحب نے جب ۱۲۳۲ھ انگریزوں سے مصالحت اختیار کی تو سید صاحب ان سے جدا ہو گئے اور پھر دہلی پہنچے، جہاں اکبر آبادی مسجد میں قیام فرمایا، یہاں لوگ کثیر تعداد میں آپ سے رجوع کرنے لگے۔ مولانا عبدالحی اور شاہ اسماعیل شہید یہیں آپ سے بیعت ہوئے۔ مرشد وقت شاہ عبدالعزیزؒ کی زندگی میں ان اکابر کی کسی دوسرے کی بیعت میں داخل ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چاہا ہوا جوق در جوق علماء و فضلاء و صالحین بیعت ہونے لگے۔ دن بدن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ نے دفعتاً اپنے بندوں کے قلوب عموماً ان علماء و صلحا کے خصوصاً آپ کی طرف پھیر دیئے ہیں جو لوگ آپ تک آنے کی رسائی نہ پاسکے اپنے وطن آنے کی دعوتیں دیں، کثرت سے دعوت نامے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں بھیج دیئے اور عرض کیا کہ جیسا ارشاد ہو کیا جائے۔ شاہ صاحب نے اپنا لباس خاص پہنایا اور بڑی خوشی سے رخصت کیا۔ سید صاحب اس سفر میں میرٹھ، مرادنگر، سرودھ، ہریانہ، پھلت، مظفرنگر، دیوبند، سہارنپور، ایشہ، نانوتہ اور کاندھلہ جیسے بڑے شہروں اور قصبوں میں جا کر دعوت حق کی ترجمانی کی۔ آپ کا یہ سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا کہ جہاں گزرتا ہے سرسبز و شادابی، بہار و برکت چھوڑ جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کا منتہی بیان ہے کہ جہاں آپ تھوڑی دیر ٹھہریں گے وہاں مساجد میں رونق اللہ، رسول کا چہ چا، ایمانوں میں تازگی، اتباع سنت، شوق اسلام کا جوش پیدا ہو گیا۔ اور کہیں کہیں ترک و بدعت اور رخص کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ علی میاں کے والد مولانا عبدالحی نے ارمان احباب میں مولانا ذوالفقار علی جو کہ شیخ الہند کے والد تھے کہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ یہ امر مشاہد ہے کہ سید صاحب اگر کسی ضرورت سے بھی کسی گاؤں میں گئے تو آج وہاں بھی خیر و برکت پائی جاتی ہے، گویا ایک نور مستطیل ہے کہ جدھر جدھر وہ گئے ادھر ادھر وہ پھیل گئے۔ اس تمام سفر میں مولانا عبدالحی اور اسماعیل ان کے ہمراہ تھے جن کے مواعظ سے بہت اصلاح و انقلاب ہوا اس ایک سفر نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے مشائخ کا تزکیہ باطن اور بڑے بڑے علماء و مصلحین کی برسوں کی تربیت ظاہر کرتی ہے ہر جگہ سینکڑوں آدمی متقی، متورع، عابد، متبع سنت اور ربانی بن گئے ہزاروں فاسق صالح اور اولیاء اللہ ہوئے، بیسیوں آدمی سید صاحب کے قتل کے ارادے سے آئے اور چاشا بن کر گئے اور گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ میدان جنگ میں شہید ہو گئے۔ (از مختصر سیرت سید احمد شہیدؒ۔ عرفان الحق)

الهند يدعوهم اليهم فسفره باجازه شاه عبدالعزيز الى پهلوت وسهارةنپور ومظفرنگر وديوبند بهارى نانوته، كاندلهه، كزه مكسيرة رامپور بريلي، شاهجهانپور وغيرهم من الامصار والقرى والبلاد وفي الهند الامكنه بايعو على يده مئاة من القبائل وتابو من الشرك والبدع الوف من الناس۔ كذا في سيرة سيد احمد شهيد لابي الحسن الندوى ص ۸۲-۸۳) في الاسفار كلها كان معه شاه اسمعيل ومولانا عبدالحى بدهانوى اصلح والقلب بمواعظهم مكان تلك السفر كالسحاب الممطر باى ارض تجرى فيترك الحضارة والخصب وأيمن والبركة كان تلك السفر نوراً مستطياً اين ذهب نور واضاً بكل مكان ملين من الرجال صار ومتقين ومتورعين عابدين متبعين السنة وعلماء ربانين والاف من الفساق اصبحوا صالحين واولياء الله

حضرت سيد احمد صاحبؒ کے ہاتھ پر ۴۰ ہزار سے زیادہ ہندو وغيرہ كفار مسلمان ہوئے اور ۳۰ لاکھ مسلمانوں نے آپ کی ہاتھ پر بيعت کی اور جو سلسلہ آپ کے خلفاء اور خلفاء الخلفاء کے ذریعہ زمین پر جاری ہے کروڑوں سے زیادہ ہے۔ (سوانح احمدی)

صرف آپ کے خلیفہ کرامت علی جونپوری کے ہاتھ بنگال میں لاکھوں مشرف باسلام ہوئے۔
مولوی یحییٰ علی صاحب عظیم آبادی پھانسی گھر میں اکثر نہایت درد سے درد کی یہ رباعی سید صاحب کے اشتیاق میں پڑھا کرتے تھے۔ اتنا پیغام درد کا کہنا جب صبا کوئے یار سے گزرے
کون سی رات آپ آئیں گے دن بہت انتظار میں گزرے
مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ سید صاحب اپنے پیر شاہ عبدالعزیزؒ سے بڑھ کر ہیں (ارمغان احباب سیرت ص ۱۸)

○

(آداب العلم والدرس والوعظ ومزایا العلماء وواجباتهم)

اذا شرع العالم فی اخذ الدرس وقرأ القاری فیحتاج اذا ذاك ان تكون علیه السکنية والوقار فیخشع قلبه وتخشع جوارحه و لهذا المقام الذی اُقیم فیہ الخ روى عن المحمد بن الحسن حين دخل علی مالک فی اصحابه من اهل العراق یریدون سماع الحدیث قال فدخلت فوجدت اصحابه وقعوداً بین یدیه کانهم علی رؤسهم الطیر فقلت سلام علیکم فلم یرد علی احد منهم الا مالکاً فانه رد۔ فقلت ما بالکم أنتم فی الصلوة فرمقونی باطراف اعینهم ولم یتکلوا الخ قصة يطول ذکرها ینبغی للمدرس والواعظ یجمع همته وخاطره عند قراءة القاری ثم یستعین بالله ثم یرسمی الله لکی یعزله الشیطان ثم یصلی علی النبی علیه السلام لتحصیل البركة فی مجله لان البركة معه علیه السلام حیث کان وحیث

ذکر ثم یترضی عن اصحابہ لتکمیل البرکة ثم یجعل الحول والقوة الله یتعری من حوله وقوته بقوله لاحول الخ یقولها ثلاث مرات وان كان سبعا فاحسن كذلك المحققون یفعلون ذلك ثم یسند امره الى الله ویوکل علیه فی شددیه وتوفیقہ ویفتقر فی ذلك ویضطر الیه (امن یجیب المضطر الایة یتعری اذ ذاک عن فهمه و ذهنه ومطالعتہ وانه الآن کان لا یعرف شیئاً فان فتح الله علیه شیئاً اذ ذاک کان من الله فتحامنه وکرمأ لا لاجل المطالعة والدرس والفهم وعدم الطعن علی اقوال الغیر (ملخصاً مدخل لابن الحاج)

○

موطا اور امام مالک کی دوراندیشی:

انظر الى جواب مالک للخليفة لما ان اراد ان یکتب الى الأقالیم بکتاب الموطا وبالإمران لا یقرأ احد الا ایاه فقال له مالک لا تفعل یا امیر المومنین فان أصحاب النبی ﷺ قد تفرقوا فی الأقالیم وقد اخذ الناس عنهم الخ - (ج ۱ ص ۱۱۱) فکر ونظر کو جلاء بخشے والی کتب:

فهرس بعض الكتب الجليلة القيمة مالا بدمنها ان يطالع من يشتغل فی جودة نظره وفكره بدائع الفوائد لابن القيم / جماع العلم للغزالي / مقاصد الفلاسفة الغزالي / الملل والنحل للشهرستاني / الشعروالشعراء / معيار العلوم للغزالي / تهافت الفلاسفة / المعارف لابن قتيبة / الحكمة فی مخلوقات الله للغزالي / مقدمة ابن خلدون / اختصار علوم الحديث لابن كثير / تذكره الحفاظ للذهبي / الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة عبدالقادر قرشي / كشف الظنون / الدرر الكامنة فی اعیان المائمة الثامنة / البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع / شذرات الذهب فی اخبار من ذهب / البداية والنهاية لابن كثير

○

بعض اکابر کے سنین ولادت و وفات:

تاریخ پیدائش حضرت مولانا وسید نانی الدارین حسین احمد مدنی (چراغ محمد) در فیض آباد (ٹاٹہ) علامہ دوران ابوالکلام محی الدین احمد ۱۸۸۸ء بمقام مکہ معظمہ والد نے تاریخی نام سے جوان بخت رکھا ہے ۱۳۰۵ جوان بخت وجوان طالع وجوان باد ولادت شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۱۱۳ھ وفات ۱۱۷۶ھ

ولادت متنبی شاعر ابوالطیب ۳۳۳ھ بمقام کوفہ فی محلة کندیہ وفات ۲۳ رمضان ۳۵۴ھ بالقرب

من النعمانیہ مع ابنہ المحسد و علامہ المفلح

۱۲۳۹ء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی دنیا سے چل بسے بقول مومن خان مومن

”دست بیدار اجل سے بے سرو پا ہو گئے فقر و دین، لطف و کرم فضل و ہنر، علم و عمل

اسی کے اگلے سال ۱۲۴۰ء کو دہلی کا نقشبندی مجددی مظہری درویش حضرت شاہ غلام علی بھی رخصت ہو گئے، آپ کا

تاریخ وصال نور اللہ مضجیہ (۱۲۴۰ء) (آثار الصنادید، ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ مجلہ الفرقان)

○

ائمہ فلسفہ والہیات کی بعض اہم کتابیں:

لافلطون کتاب فی غایۃ الجودۃ واللطافۃ فیما یتعلق بالشریعۃ والنبوۃ ویسمی بالنوامیس ولارسطوا
ایضاً کتاب فی ذلک ولکل منہما کتاب فی السیاسات الملکیۃ وقد صنف المعلم الاولی کتاباً حسناً
فی تہذیب الاخلاق وصنف ابو علی المسکویۃ کتاباً فیہ سماء بکتاب الطہارۃ لحصہ ونقلہ المحقق
الطوسی الی اللغۃ الفارسی المسمی باخلاق ناصریۃ (صدرا ص ۱۱ الحکمة لعلمیہ والکب لمصنغۃ علی اصنافہا)

محن ذریعہ منن:

کتمت ربما کتمت المنن فی المحن قول الصوفی الشہیر ابن عطاء اسکندری

(قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمن ج ۱ ص ۲۶۲)

○

ابطال مادہ و مادیت:

مادہ جس کی تعریف ارسطو کے نزدیک یہ تھی کہ وہ نہ ایک ہے نہ چند نہ کثیر ہے نہ ثقیل ہے نہ خفیف ہے نہ حار ہے نہ
بارد یعنی اس میں کوئی ایجابی (مثبتی) صفت نہیں پائی جاتی گویا وہ ”کچھ نہیں“ (لاشی) کے مترادف ہے یا جیسا کہ
دیمقراطیس کہتا ہے کہ وہ سالمات کہتا ہے کہ وہ سالمات اور چھوٹے ذرات کا مجموعہ ہے یا جیسا کہ اب حال میں کہا
جاتا ہے کہ وہ برق پاروں میں سے مرکب ہے اور سمندروں میں تیرتا پھرتا ہے یہ ایسے خواب کی تعبیر ہے جسے ہم
میں سے کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ ہم بجز احساسات کے کچھ جان ہی نہیں سکتے اور جو چیز عقل سے ثابت کی جائیگی
وہ لفظ کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا پس وہ لفظ جس کے بل بوتے پر سطحیوں نے یہ غل مچا رکھا تھا کہ اجرام سماوی سے لے
کر سمندوروں کی تہ تک جو کچھ ہے سب ازلی اور عظیم الفناء مادہ اور انرجی (قوت) کی نیرنگیوں کا تماشا ہے ارض،
سماوی، عضوی، غیر عضوی، ساری کائنات کا ایک ایک ذرہ اور تمام حوادث بلا استثناء مادہ ہی کے ناقابل تقسیم ذرات
(جزء لا یتجزی) کے باہمی تعامل کا مجموعہ ہے۔

کردی گئی تھی وہ مادہ تھا جس کو تحقیق نے بجز ایک تراشیدہ وہم کے کوئی حقیقت نہیں ثابت کر دیا اب مادیتین کے پاس کیا رکھا تھا جس پر وہ قدم جما سکتے ہیں

پر وہی گر پڑا کبوتر کا جس میں نامہ بندھا تھا دلبر کا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے دیکھنے ہم بھی گئے تھے کہ تماشا نہ ہوا
از الدین القیم مولفہ علامہ مناظر احسن گیلانی

ص ۵۳-۵۴ سمیع الحق شب جمعہ ۱۹۵۴ء-۱۷ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ



روح القدس اور شیخ الحدیث کی تشریح:

واتینا عیسیٰ بالبینات وایدناہ بروح القدس۔ فنفتحنا فیہا من روحنا
بعض لوگوں نے یہاں روح القدس سے جبرائیل مراد لیا ہے کہ وہ عیسیٰ کے ممدو معاون تھے پیدائش کے وقت بھی
مریم میں روح انہوں نے ڈالا اور زندگی میں بھی مدد کرتے رہے اور سولی پر لٹکانے سے جبرائیل نے نجات دلا کر
آسمان کو بحکم الہ اٹھالیا اور شاہ ولی اللہ نے روح القدس سے وہ شعاع نورانیہ لئے ہیں جس سے روح مستفید ہوتا
ہے اور تقویت حاصل کرتا ہے جب یہ شعاع اپنا اثر روح سے ہٹالیں تو آدمی مرجاتا ہے اور عیسیٰ کی روح کی تائید
اس شعاع نورانی سے ہوتی رہتی ہے اسی وجہ سے تقریباً ۲ ہزار برس گزرنے سے وہ آسمان میں مع جسم صحیح و سالم
زندہ ہیں یہی وایدناہ بروح القدس ہے۔ (والد ماجد بوقت درس قرآن) (۱)



تجربہ روح مفتی کفایت اللہ کی توجیہ:

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے کہا ہے کہ قل الروح من امر ربی یہ تعریضی جواب بھی ہو سکتا ہے کفار کو یعنی کہہ دو ان
یہود کو کہ روح تجربہ میں میرے رب کی طرح ہے۔ ۱۲ رواہ استاذنا مولانا عبدالغفور سواتی جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ

(۱) شیخ الحدیث کا درس قرآن:

حضرت شیخ الحدیث والد ماجد قدس سرہ دن بھر کتب حدیث پڑھانے کے ساتھ ساتھ ایک طویل عرصہ تک اپنی مسجد قدیم محلہ میں نماز
 فجر کے بعد درس قرآن (ترجمہ و تشریح) دیا کرتے تھے جس میں گاؤں محلہ کے عوام کے علاوہ بڑی تعداد میں طلبہ دارالعلوم بھی شرکت
 کرتے تھے بہت سے لوگوں نے اسے قلمبند کیا ہوگا مگر افسوس کہ ابھی تک کوئی تحریری آمالی ہمارے علم میں نہیں آئیں ورنہ علوم قرآنیہ
 کا ایک مخفی خزانہ سامنے آ جاتا (سمیع الحق)

انبیاء اور رفع درجات:

ورفعنا بعضهم درجت الجمهور على ان المراد به نبينا محمد ﷺ والموجود من الامم اليهود والنصارى والمسلمون۔ قال المناسب تخصيص رسلهم بالذكر ولعل ذكر آخرهم في الوسط للاشعار بكون شريعته وكذا مته وسطاً تفسير المنار ص ۵ ج ۳۔

جوڑوان يكون المراد بها اديس۔ لقوله تعالى في سورة مريم ورفعناه مكاناً علياً، على ان المكان ليس بمعنى الدرجات ص ۶ ج ۲ المنار

○

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی کی ظریفانہ نوک جھونک:

قال الحافظ ابن حجرؒ

لجامع مولانا المويّد رونق منارته بالحسن تزهو بالزين

تقول وقد عالت من القصد اهلوه فليس على جسمي اضر من العين

ففهم معاصرة العلامة بدر الدين العيني انه يكتفى بالعين اليه فقال مجيباً

منارة كعروس الحسن اذ جلّيت — وهدى بها بقضاء الله والقدر

قالوا صيب بعين قلت ذا غلط۔ ما اوجب الهدم الدخة الحجر

فكتفى بالحجر من ابن حجر انظر الى بظرافة طبائعهم والذهانة والذكاوة ما يناسب بتلك الاعلام وكان فضلاً من الملك الهمام وانظر الى هذه الازمان والناس في ظلام كيف يتراى العيون ويتجسس ولكن غلت الامصار والبلدان وما بقيت منهم الا يُعدون بالبنان ايقاءً لكلام الملك الذي هو رقيع الشأن عليه الصلاة والسلام من المنان وان من اشراط الساعة رفع العلم والعلماء من الدنيا " قالى الله المشتكى " وهو ذو المستقر والمقام هذا ما حرّرت من فرط الحرارة في القلب والناس نيام۔

سميع الحق الحقاني الاحقر بالاماني غفرله الله ولمن رباّه

عقبہ بن نافع اور دیگر فاتحین افریقہ:

اول حضرت عثمانؓ کے عہد میں عبداللہ ابن سعد بن ابی سرحؓ نے افریقہ میں فتوحات شروع کیں پھر عقبہ بن نافعؓ فہری نے جو قرشی الاصل تابعی اور بقول بعض صحابی تھے۔ ۴۱ھ میں ورتہ اور مزانہ ۴۲ھ میں غورس اور ۴۳ھ میں کورامن کو فتح کیا ان کو ۵۲ھ میں امیر معاویہؓ نے گورنر افریقہ مقرر کیا اپنے شہر قروان کا بنیاد رکھا جس کی تعمیر سے افریقہ میں مستقل چھاؤنی قائم ہو گئی آپ فتوحات کرتے ہوئے بحر اوقیانوس کے کنارہ مقام بالیان پر پہنچے

کر اور سمندر کو اپنی غازیانہ اوالوالعزی کیلئے سدرہ دیکھ کر حسرت سے کہا 'یارب لولا هذا البحر لمغیت فی البلاد مجاہدا فی سبیلک (۱۲) تذکرہ بہادران اسلام ص ۱۲-۱۳ مختصراً

عقبہ واپس ہو کر ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں پانی کیاب تھا لوگ مارے پیاس کے جاں بلب ہو گئے عقبہؑ نے دعا کی مستجاب ہوئی ان کے گھوڑے کے پاؤں مارنے سے چشمہ پھوٹ پڑا، فوج مال مویشی سیراب ہوئے۔ اس مقام کو اب ماء الفرس کہا جاتا ہے (تذکرہ بہادران اسلام ص ۱۴)

راستہ میں ہتوڑ میں کے مقام پر عقبہؑ چند آدمیوں کے ساتھ پیچھے رہ کر فوج کو قیروان بھیجا، بربری سردار کیلہ جو آپ کا معاند تھا نے موقعہ کو دیکھ کر لاکھوں جمعیت کیساتھ ان پر حملہ کر دیا، عقبہ اور ان کے ہمراہیوں نے میان توڑ دیئے اور خوب لڑائی لڑی آخر کب تک لاکھوں کا مقابلہ کر سکتے تھے تمام شہید ہوئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون (ص ۱۵) افریقہ کے تیرے فاتح حسان بن نعمانی غسانی ۴۰ ہزار افواج کے ہمراہ داخل ہوئے اور شہر قرطاجنہ (جو تہذیب تمدن میں روما کے لگ بھگ تھا) فتح کیا بار بار بغاوت کی وجہ سے آپ نے قرطاجنہ کو گرا کر قریب ہی شہر مونس کا بنیاد رکھا۔ ص ۱۶۔ ذکر حسان۔ (محمد بن قاسم بن الحکم بن ابی عقیل ثقفی ابن عم حجاج ثقفی ص ۱۸)

○

فساد دین کی بنیاد علماء و حکام سوء:

وہل افسد الدین الا الملوک واحبار سوء ورہبانہا (عبداللہ ابن مبارک سید شہید احمد ص ۴۰)



اہم اعلان

شدید مہنگائی کی وجہ سے ماہنامہ الحق کے اخراجات سالانہ پانچ سو روپے سے بھی پورے نہیں ہو سکتے مگر یہ تبلیغ اور تحقیق کی ایک اہم ضرورت ہے اس لئے اس کے سالانہ خریداری میں صرف ایک سو روپیہ بڑھا دیا گیا ہے اکتوبر سے سالانہ چندہ - 350/ روپیہ کر دیا گیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمائیں۔

فی شمارہ - 30/ روپے